سوال

(456) کیا روزِ جزاء حجر اسود اور کعبہ کی شفاعت ہوگی؟/کیا کعبہ کو قیمتی غلاف پہنانا اسراف نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بخدمت مدیر ''الاعتصام'' و مفتی ''الاعتصام'' سلام مسنون۔

روزنامہ ''جنگ'' لاہور کی ۱۲ مئی کی اشاعت میں یہ خبر نظروں سے گزری کہ ''گورنر مکہ'' نے خانہ کعبہ کو غسل دیا اور ہزاروں عبادت گزاروں نے اس روح پرور منظر کو دیکھا، نیز غلافِ کعبہ ۱۹ مئی کو تبدیل ہو گا۔ ایک غلاف کی تیاری پر ۱۷ ملین ریال کا خرچہ آیا ہے۔ غلاف کی تیاری مکہ مکرمہ میں قائم خصوصی کارخانے میں ہوتی ہے۔ (جنگ لاہور ۱۲ مئی ۱۹۹۴ء)

سوال یہ ہے کہ یہ غسل و غلافِ کعبہ اور اس پر اتنا کثیر خرچ کیا حدیث و سنت سے ثابت ہے؟ یا کہ یہ ایک تاریخی قسم کی رسم ہے۔ جسے نبھایا جا رہا ہے۔؟ جب کہ اتنے خرچہ سے کئی غریب مسلمان ممالک اور بے شمار غریب اہل اسلام کی معاونت و کفالت ہو سکتی ہے۔ نیز دیگر معاملات میں جب اسراف سے اجتناب اور سادگی اور کفایت شعاری کا درس دیا جاتا ہے تو غلافِ کعبہ کے سلسلہ میں اس پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا۔

علاوہ ازیں کعبہ شریف اپنی عظمت کے باوجود جب پتھر سے تعمیر شدہ ہے تو اسے کپڑے پہنانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ کیا اسے لباس و غلاف پہنانا غیر ضروری و بے مقصد نہیں؟

کہا جاتا ہے کہ حجرِ اسود، کعبہ شریف بروزِ محشر شفاعت کریں گے اس کی اصل و دلیل کیا ہے؟ مدلل جواب سے معلومات میں اضافہ کریں۔ (منتظر جواب، فقیر حسین خادم مسجد روڈے والی اسلام آباد گوجرانوالہ) (۵۔ اگست ۱۹۹۴ئ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کعبہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اغلب اَدوار میں اس پر بہتر سے بہتر غلاف چڑھایا گیا۔ اہل علم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ بالخصوص سلف صالحین جن کے افعال و اقوال کو منارۂ ہدایت سمجھا جاتا ہے بلکہ فعل ہذا کو بنظر استحسان دیکھا گیا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، قاضی زین الدین عبدالباسط کے بارے میں فرماتے ہیں:

'فَبَالَغَ فِي تَحْسِينِهَا بِحَيْثُ يَعْجِزُ الْوَاصِفُ عَنْ صِفَةِ حُسْنِهَا جَزَاهُ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ أَفْضَلَ الْمُجَازَاةِ۔' (فتح الباری: ۳/۴۶۰)

''یعنی اس نے غلاف کی بے انتہاء تحسین وتزئین کی کہ بیان کرنے والا اس کے بیان اور توصیف سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل پر ان کو بہترین بدلہ سے نوازے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے انفاقِ ہذا اسراف وتبذیر کے زمرہ میں داخل نہیں کیونکہ اس پر بالتوات عملی اجازت موجود ہے۔ اسی بناء پر اہل علم کہتے ہیں کہ دیگر مساجد کو کعبہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس عظیم خدمت کے علاوہ واضح ہو کہ موجودہ دور میں سعودی حکومت کی افضل ترین حسنات سے حرمین کی توسیع کا شاندار منصوبہ ہے جو تکمیل کے آخری مراحل میںہے۔ آل سعود کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ جس کی مثال پیش کرنے سے آج کی دنیا قاصر ہے۔ رب تعالیٰ نے انھیں زمینی خزانوں سے نوازا ہے تو اس کے پسندیدہ مقامات پر زائرین کے آرام کی خاطر اس دولت کو اُس کی راہ میں لٹایا اور پانی کی طرح بہایا جارہا ہے۔ رَبِّ زِدْفَزِدْ

ہر زائر کی زبان سے بے ساختہ اس حکومت کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔ یارب العالمین اس موحد سرکار کو تادیر قائم رکھنا تاکہ تیرے دین برحق کی خدمت کرتی رہے۔ آمین یارب العالمین

اسی طرح غسل کعبہ بھی عملی تواتر کی قبیل سے ہے بعض روایات میں تصریح موجود ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے بتوں کو توڑنے اور تصویروں کو مٹانے کے بعد کعبہ کو غسل دینے کا حکم دیا تھا۔

'اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَ بِغُسْلِ الْکَعْبَۃِ بَعْدَ مَا کسر الاَصْنَام وَطمس التَّصَاوِیْر' (تاریخ کعبۃ المعظمۃ، ص:۳۲۷،بحوالہ حسین عبداللہ باسلامہ منائح الکرم)

یادرہے کسوۃ کعبہ کے تیسرے باب میں کافی مواد موجود ہے جو فی الجملہ مفید ہے۔ ملاحظہ ہو، ص:۲۲۷تا ۲۷۲۔ نیز غلاف صرف کعبہ کے احترام کی خاطر پہنایا جاتا ہے۔ جو اسی کا خاصہ ہے۔ (جس میں کسی دوسری عمارت کو شریک نہیں کرنا چاہیے اسی لیے وہ حتی المقدور بڑھیا ہونا چاہیے گھٹیا قسم کے کپڑوں سے کسی کا کیا احترام ہوگا۔ (ن۔ح۔ن)

ترمذی میں حدیث ہے:

'وَسَتَرْتُم بُیُوتَکُمْ کَمَا تُسْتَرَ الْکَعْبَۃُ۔' (سنن الترمذی،رقم:۲۴۷۶)

''یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم اپنے گھروں کو ایسے ڈھانکو گے جیسے کعبہ کو ڈھانکا جاتا ہے۔'' (کسی عمارت کو یا زیب وزینت کی خاطر ڈھانکا جاتا ہے (جیسے گھروں میں پردے لٹکانا) یا اَدب واحترام کی خاطر (جیسے کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے) ترمذی کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب گھروں کو زیب وزینت کے خیال سے ڈھانکنا بھی شرعاً پسند نہیں کیا گیا تو پھر عمارت کو کسی ادب واحترام کی خاطر ڈھانکنا کیسے جائز ہوسکتا ہے کیوں کہ اس سے کعبۃ اللہ کے امتیاز وتشخص کا مجروح ہونا اور اس کی خصوصیات میں دوسری عمارتوں کا شریک ہونا لازم آتا ہے۔

یہاں مزید عقلی توجیہات کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ مسلمان ہمیشہ احکامِ الٰہی کا پابند ہوتا ہے چاہے کسی شئے کی مشروعیت اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

حجر اسود کے بارے میں ایسی روایات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس نے اس کا برحق استلام کیا روز جزا اس کا گواہ بن کر آئے گا۔ اگرچہ ان روایات میں سے کئی ایک متکلم فیہ ہیں لیکن مجموعہ طور پر وہ قابلِ حجت ہیں۔ (فتح الباری:۳/۴۶۲، بَابُ مَا ذُکرفی الحجر الاَسْوَد) لیکن کعبہ کی بابت کوئی روایت نظر سے نہیں گزری جس میں اس بات کی تصریح ہو۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

محدث فتویٰ